بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نقش آغاز

● ——— اقتدار کے ایوانوں میں اذانِ حق

● ——— رقص و سرود اور فحاشی کی سرپرستی

فحاشی و عریانی، رقص و سرود، عیش و طرب، جب کسی قوم کی تہذیب اور معاشرہ کا لازمہ حیات بن جاتے ہیں تو قومی عروج اور ملی ارتقا بھی روبہ تنزل اور انحطاط کا شکار ہو جاتا ہے۔ مملکتِ پاکستان اپنے نظریاتی اساس کی بنیاد پہ ہیرا منڈی، بازارِ حسن اور قحبہ خانوں کی متحمل نہ تھی اور فحاشی کے ان اڈوں کا قیام نظریاتی اساس پہ تیشہ چلانے کے مترادف تھا۔ مگر اربابِ اقتدار اور رہنمایانِ قوم نے ادھر کوئی توجہ نہ دی۔ بلکہ بازاروں کے قیام کی اجازتیں بھی دیں اور ان کے فروغ کا اہتمام بھی کیا حدود آرڈیننس سے کچھ اوس پڑی تھی مگر نئی جمہوری حکومت کے سنہری کارناموں میں تازہ ترین قومی بہی خواہی کا شاہکار کردار بازار حسن کا فروغ اور ہیرمنڈی کے کاروبار کی منصوبہ بندی ہے۔

وا اسفاہ! کس سے توقع رکھیں کس سے شکایت کریں، آخر ہے کون جسے دین اسلام کی مظلومیت پہ آنسو بہانے کی فرصت ہو کون ہے جسے مظلوم اسلام کی فریاد سننے کا یارا ہو ضلعی عدالتیں تو کجا ہائی کورٹ تک سب ایک ہی راہ کے شناور ہیں۔ یہ تو سب جانتے ہیں کہ ماند، بے رونق اور کمزور پڑے ہوئے ہیرا منڈی کے بازارِ حسن کو عدالت و انصاف کی صوبائی سطح کی سب سے بڑی عدالت ہائی کورٹ نے فتویٰ جواز اور اس کے فروغ کے نئے رنگ ڈھنگ کی اجازت بھی مرحمت فرما دی ہے۔ دینی حلقے، اسلام اور ملت محمدیہ کے بہی خواہ انگشت بدنداں رہ گئے۔ مذہبی حلقوں میں غم و غصہ کی لہر دوڑ گئی، علماء حق نے اس کے خلاف آواز اٹھائی اور جمعیۃ علماء اسلام کے مرکزی جنرل سیکرٹری اور پارلیمانی رہنما مولانا سمیع الحق نے تو قانون اور انصاف کی سب سے بڑی عدالت "سینٹ آف پاکستان" میں مسئلہ اٹھاتے ہوئے ۲ر فروری ۱۹۸۷ء کو درج ذیل تحریکِ التوا پیش کر دی۔

جناب چیئرمین آف سینٹ! بحیثیت ایک مسلمان اور ایک اسلامی مملکت کے پارلیمنٹ کے رکن ہونے کی وجہ سے میرا استحقاق مجروح ہوا ہے۔ لاہور کی ایک عدالت ہائی کورٹ نے یہ حکم دیا ہے کہ "پولیس رقاصاؤں کے ناچ گانے کے کاروبار میں مداخلت نہ کرے۔

جناب چیئرمین صاحب! ملک کا دستور ان الفاظ سے شروع ہوتا ہے کہ اس ملک کا اقتدار اعلیٰ اللہ رب العالمین کیلئے ہے اور اس میں بندوں کے اختیارات اللہ تعالیٰ کے مقرر کردہ حدود کے اندر رہ کر استعمال کرنے کیلئے ہیں پھر یہاں عدالتوں کو ایسے اختیارات دینا جو خداوند تعالیٰ کے محرمات کو جائز قرار دیں اور ایسے قوانین کو باقی رکھنا جن کی بنیاد پر البتہ غلط

فیصلوں کا سہارا لیا جاتا ہے ایک اسلامی مملکت اور اس کے مسلمان شہریوں کیلئے نہایت تکلیف دہ عمل ہے۔ اس فیصلہ سے نہ صرف میرا بلکہ اسلامی نظام کے نفاذ کا نام لینے والی حکومت اور پارلیمنٹ کا استحقاق بھی مجروح ہوا ہے۔ اس لئے اس معاملہ کو زیر غور لایا جائے۔

اس کے بعد مولانا سمیع الحق نے وضاحت کرتے ہوئے اپنی تقریر میں فرمایا :

جناب چیئرمین صاحب! متعدد وجوہ سے پارلیمنٹ کا دور ہم سب کا استحقاق مجروح ہوا ہے۔ ایک تو بنیادی طور پر ایسی کوئی بات جو ملک کی نظریاتی اساس کے خلاف ہو اور خداوند تعالیٰ کے قطعی محرمات کو اس سے جائز قرار دیا جائے وہ اس ملک کے آئین کے خلاف ہے کیونکہ قرارداد مقاصد میں یہ ساری تفصیلات موجود ہیں اور جس کا ایک اقتباس میں نے پڑھ کر سنا بھی دیا ہے کہ یہ اختیار کسی کو نہیں ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ کے حدود میں دخل اندازی کرے۔ پھر آئین کے رہنما اصولوں میں بھی واضح طور پر کہا گیا ہے کہ ملک میں بے حیائی فحاشی اور غلط چیزوں کی سرکوبی کی جائے گی اور ایسے تمام اقدامات کی حوصلہ شکنی کی جائیگی اس ملک میں حدود آرڈیننس جاری ہے، جسے آٹھویں آئینی ترمیم میں بھی تحفظ دیا گیا ہے اور حدود آرڈیننس کے بعد میرا خیال یہ ہے کہ ——

جناب چیئرمین نے بات ٹوکتے ہوئے کہا کہ مولانا! کیا حدود آرڈیننس میں گانا منع ہے ؟

مولانا سمیع الحق نے اپنی تقریر جاری رکھتے ہوئے فرمایا کہ :

میں اس مسئلہ کیطرف بھی آرہا ہوں، تو حدود آرڈیننس کے بعد بازار حسن وغیرہ بند کر دئے گئے۔ بہرحال آپ اسے بازار حسن کہیں یا ہیرا منڈی کا کاروبار کہیں یا سے کوئی چکلہ کہے سب ہی ایک معنی کی حقیقت ہیں تو ان کو سربمہر کر دیا گیا تھا اور یہ سارا کاروبار کافی حد تک ختم ہو گیا تھا۔ اب ان لوگوں نے جو فحاشی کے کاموں میں مصروف ہیں انہوں نے دوبارہ سے پوری منظم کوششیں کیں۔ پولیس کے ساتھ مل کر بات چیت کی مذاکرات کئے اور معاملہ عدالت تک پہنچا۔ پھر آپ جانتے ہیں کہ پولیس اپنی حرام آمدن کے ذرائع کیلئے کیا کچھ کرتی ہے۔ بہرحال مذاکرات ہوئے، جسکی تفصیل اخبارات میں آچکی ہے اور معاملے کو ایسی شکل دیدی گئی کہ پھر سے وہ بازار آباد ہو گیا اور فیصلے میں کہا گیا کہ رات کے بارہ بجے سے لیکر آخر شب تک پردوں کے پیچھے لوگ آکر ناچ گانا سن سکتے ہیں۔ یہ حالت آپ خود سمجھتے ہیں اور پورے ملک کے مسلمانوں، اور عقلمندوں کو معلوم ہے کہ بارہ بجے کے بعد آخر شب تک آنے والے کون ہوتے ہیں کیا وہ صرف گانا بجانا سننے کیلئے آئیں گے بلکہ وہ تو فحاشی کے دوسرے کاروبار جاری رکھیں گے۔

— تو جناب یہ تو اپنے آپ کو فریب دینا ہے کہ یہ سمجھ لیا جائے کہ معاملہ صرف گانا بجانا سننے تک رہے گا۔ تو محترم! حدود آرڈیننس کی وجہ سے ناچ گانا بھی ناجائز ہونا چاہئے۔ کیونکہ جو چیز بھی منکرات اور فواحش میں ہو زنا کے اسباب اور دواعی سے ہو۔ آپ نے اس کو لازماً بند کرنا ہوگا —— اگر آپ زنا پر پابندی لگاتے ہیں اور اس کے وسائل و

ذرائع اس کے دواعی واسباب کی کھلی چھٹی دیتے ہیں تو پھر زانی کیلئے اور زنا کرنے والے کیلئے حدود آرڈیننس کو تحفظ بھی دے دیتے ہیں تو یہ ایک مذاق بن جاتا ہے۔ پھر تو حدود آرڈیننس کو بھی واپس لینا چاہیئے ــــ اور میں سمجھتا ہوں کہ کسی بھی عدالت کو اس قدر واضح اور صریح مسئلہ میں جس سے پورے ملک کے مسلمانوں کے جذبات کو ٹھیس پہنچتی ہے اور اس سے لوگ مشتعل ہو گئے ہیں کہ ملک میں تو اسلامی نظام کے نفاذ کا نام لیا جا رہا ہے لیکن فحاشی اور بے حیائی کے کاموں کو تحفظ دیا جا رہا ہے جو اس ملک کے نظریاتی اساس کی صریحاً خلاف ورزی ہے ــــ اور جناب! آپ کے اسلامائزیشن کے اثرات اب بازارِ حسن تک پہنچ گئے ہیں۔ اور جناب! آپ نے بازارِ حسن کو باقاعدہ جواز کا فتویٰ دے کر گویا اسلامی بنا دیا ہے۔ آپکی عدالتوں نے پاکستان کی عدالتوں نے باقاعدہ یہ فتویٰ دیدیا ہے کہ بازارِ حسن کا کاروبار جائز ہے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

توجناب قرآن کی تعلیمات واضح ہیں کہ یہ ناچ گانا یہ فحاشی یہ رقص وسرود اور زنا وغیرہ یہ سب امور اللہ تعالیٰ نے حرام قرار دے دئے ہیں۔ اور ان کی حدود متعین کر دی ہیں اور ارشادِ باری تعالیٰ ہے: ومن یتعد حدود اللہ فاولئک ھم الظلمون۔ اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ان الذین یحبون ان تشیع الفاحشۃ فی الذین امنوا لھم عذاب الیم فی الدنیا والاخرۃ واللہ یعلم وانتم لاتعلمون۔

مولانا سمیع الحق کی تقریر جاری تھی کہ نواب راحت سعید چھتاری نے پوائنٹ آف آرڈر پہ کچھ آیات قرآنیہ اور نصیحت کے سمجھنے میں اپنے کسی اعتراض کا اظہار کیا۔ مگر مولانا سمیع الحق نے اپنی تقریر جاری رکھی اور کہا یہ تو میں نے صرف ایک دو آیتیں سنا دی ہیں۔ اگر نواب صاحب اس کو نہ سمجھ سکیں تو میں قرآن کا بہت سا حصہ ان کو سنا سکتا ہوں۔ بہرحال اخبارات میں یہ چیز آگئی ہے کہ اب بازارِ حسن کا سارا سلسلہ دوبارہ شروع ہو گیا ہے۔ میرے پاس اخبارات کی کٹنگ محفوظ ہے۔

جناب چیئرمین! تو میں یہ کہہ رہا ہوں کہ اس فیصلے سے آئین کی صریح خلاف ورزی ہوئی ہے۔ اگر بالفرض کوئی ایسا قانون ہے بھی جس کا سہارا لیکر ہائی کورٹ کے جج نے فیصلہ کیا ہے تو میں سمجھتا ہوں کہ ایسے قوانین کو نظرانداز کرنا چاہیئے جو آئین سے متصادم ہیں ہم تو اسی وجہ سے لڑ رہے ہیں اور شریعت بل کی جنگ لڑ رہے ہیں کہ عدلیہ کو پابند بنانا چاہیئے کہ وہ قرآن وسنت کے خلاف کوئی حکم نہ دے اور یہی شریعت بل کی بنیادی دفعہ ہے۔ اگر قوانین کی اور عدالتوں کی موجودہ صورتحال ہمارے سامنے نہ ہوتی تو ہم اس چیز پر زور نہ دیتے۔ آج عدلیہ کو یہ بھی حق حاصل ہے کہ فحاشی کی اجازت دے دے وہ قحبہ خانوں کو کھلوا دے تو یہ ساری وجہ یہ ہے کہ قانون میں عدلیہ پر کوئی پابندی نہیں کوئی قدغن نہیں۔

اس وقت مولانا سمیع الحق صاحب آئین کے اسلامی سانچے میں ڈھالنے کیلئے شریعت بل کی طرف اشارہ کر رہے تھے۔ تو چیئرمین جناب غلام اسحٰق خان نے اس موقعہ پر سرکار نامدار کے وکیل صفائی کے طور پر مولانا کو کہا کہ "شریعت بل کی

۵

بات اب نہ کریں، جب شریعت بل کی بحث ہو تو اس کو وہاں چھیڑیں۔" مولانا سمیع الحق نے اپنا بیان جاری رکھتے ہوئے کہا کہ
جناب! میں نے صرف ایک دلیل پیش کی ہے کہ نظام شریعت اگر نافذ ہوتا شریعت بل منظور ہو کر اسکی پابندی کی جاتی تو آج
عدالتیں اس حد تک حدود شرعیہ و اخلاقیہ کے خلاف فیصلے نہ صادر کرتیں اور جمہور اسلام کے جذبات کو مجروح نہ کرتیں اور خود
حکومت کے اسلامائزیشن کے دعوؤں کو ملحوظ رکھتی۔ لیکن لاہور ہائی کورٹ جیسی بڑی عدالت نے اس طرح کا فیصلہ کر کے مسلمانوں
کے جذبات کو مجروح کیا ہے اور ملک کے نظریاتی اساس پر حملہ کیا ہے۔ اور اس سے پارلیمنٹ کے تمام ارکان کے دینی جذبات
کو بھی مجروح کیا ہے۔

جناب چیئرمین نے مسٹر وسیم سجاد مرکزی وزیر کو حقیقت حال اور پیش آمدہ صورت مسئلہ پر بات کرنے کی دعوت دی
وزیر صاحب بہت کچھ بولے، انگریزی کی طویل گفتگو میں ایک مسلمان کی حیثیت سے اس غلط فیصلے پر اپنے درد دل کے
اظہار کی بجائے حکومت کی اسلام سے وفاداری اور قرآن و حدیث سے محبت و پاسداری کی باتیں کرتے رہے۔ مولانا
سمیع الحق اور دینی درد رکھنے والے ارکان پارلیمنٹ وزیر باتدبیر کی اس تقریر سے مطمئن نہیں تھے چنانچہ مولانا سمیع الحق نے اپنی
تقریر میں کہا: جناب چیئرمین! جناب وزیر صاحب وسیم سجاد نے ساری تقریر میں بار بار اس بات پہ زور دیا کہ
حکومت اسلام کی بڑی خیر خواہ ہے اور وہ پوری کوشش کر رہی ہے کہ اسلام نافذ ہو جائے لیکن ساتھ ساتھ یہ بھی ہے کہ
پرنالہ وہیں رہے گا۔ —— مولانا سمیع الحق نے طنزاً کہا: جناب! بہت مخلصانہ جدوجہد جاری ہے۔ جہاد جاری ہے، پرنالہ
اپنی جگہ رہے گا مگر حکومت ہے اسلام کی بڑی ہمدرد۔

مولانا سمیع الحق دیکھ رہے تھے کہ ۹ کروڑ مسلمانوں کے جذبات کا احساس کیلئے بغیر وزیر صاحب وسیم سجاد اور
حکومتی پالیسی، اس فریاد کو اور اسلام کی بہی خواہی کو درخور اعتناء نہیں سمجھ رہی —— تو مولانا سمیع الحق اس وقت اور بھی جذبات
میں آگئے جب چیئرمین نے کہا یہ مسئلہ شریعت کورٹ میں جانا چاہئے۔ تو مولانا سمیع الحق نے کہا کہ:

محترم چیئرمین! میں یہ عرض کر رہا ہوں کہ یہ کسی شخص واحد کا مسئلہ نہیں، نو کروڑ مسلمانوں کا مسئلہ ہے اگر نو کروڑ
مسلمانوں کے حقوق سینٹ میں پیش نہیں ہو سکتے تو پھر اسکی غرض کیا ہے۔ قومی اسمبلی اور سینٹ تو عوام کے حقوق ہی
کیلئے ہیں۔ ہم ان کے نمائندے ہیں۔ ہمارا یہ فرض بنتا ہے کہ ہم ان کی آواز یہاں پہنچائیں۔ اگر ان کا کوئی استحقاق مجروح ہوتا
ہے یا مذہبی جذبات کی پامالی ہوتی ہے تو ہم یہاں آواز اٹھائیں گے یہ ہمارا فرض منصبی ہے۔

دوسری بات یہ ہے کہ ہم آئین کے محافظ ہیں اور عدالت کا یہ فیصلہ آئین کی صریحاً خلاف ورزی ہے۔ ہم نے آئین
کی اسلامی دفعات کے تحفظ کا بھی حلف اٹھایا ہے۔ جناب! اخبارات آپ کے سامنے ہیں اسکی قطعی خبریں شائع ہو
چکی ہیں اور جس پر عمل بھی شروع ہو چکا ہے ہم تمام مسائل جب اخبارات کے ذریعہ اٹھاتے ہیں۔ تو اس میں ایسی دستاویزی
ثبوتوں کی ضرورت نہیں ہوتی۔ جناب! اگر عدالتی فیصلہ غلط تھا یا خبر غلط تھی تو وسیم سجاد صاحب وزیر اسکی تردید شائع

کردیتے ان کی خاموشی گویا رضا ہے کہ عدالت نے ایسا فیصلہ دیا ہے۔ اور چوتھی بات وسیم سجاد صاحب نے فرمائی کہ شریعت کورٹ کا دروازہ کھلا ہوا ہے۔ جناب! میں عرض کرتا ہوں کہ آخر حکومت نے بھی عدالتوں کے کئی فیصلوں جب حکومت کے خلاف کوئی فیصلہ ہوتا ہے یا اس کے سیاسی مفادات پر زد پڑتی ہے۔ تو فوراً اس مسئلہ کو اعلیٰ عدالتوں میں لے جاتے ہیں۔ مگر اسلام کے تحفظ اور دینی اقدار کے تحفظ کی ذمہ داری غریب عوام پر چھوڑتے ہیں اگر حکومت نفاذ اسلام میں مخلص ہے۔ تو اس کو از خود یہ مسئلہ شریعت کورٹ میں اٹھانا چاہیئے۔

حکومت اگر اپنے حقوق اور اپنے مفادات کے تحفظ کیلئے ریفرنس لے سکتی ہے، اعلیٰ عدالتوں میں جا سکتی ہے اور سرکاری وکیل استغاثہ مقرر کر سکتی ہے تو اس مسئلہ کو خالص اسلام کے مسئلہ کو حکومت شریعت کورٹ میں کیوں نہیں لے جا سکتی۔ عوام کے پاس استطاعت کہاں کہ ایک ایک جزیہ کیلئے لاکھوں کے خرچ کر کے شریعت کورٹ کا دروازہ کھٹکھٹائیں۔ آخر اسلام کا نام لینے والی حکومت پر بھی کوئی ذمہ داری عائد ہوتی ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس مسئلہ کو رولز وغیرہ کا سہارا لیکر نظر انداز نہیں کرنا چاہیئے۔

جناب چیئرمین! آپ بحیثیت ایک دردمند مسلمان کے اس کا نوٹس لیں۔

جناب چیئرمین غلام اسحاق خان نے اس موقعہ پر طویل تقریر کی، اور مولانا سمیع الحق سے کہا:

مولانا! کبھی کبھی موسیقی سن لیا کریں اس سے طبیعت میں نرمی پیدا ہوگی۔ آپ مجھے غلط نہ سمجھیں جس طرح کی موسیقی اور ناچ گانے کا آپ نے ذکر کیا میں اس کے صریحاً خلاف ہوں[1]

جناب والا! اس کیلئے موجودہ اسلامی حکومت کی برکت سے پورے بازار بھرے پڑے ہیں کیبلوں کے کیسٹس بازاروں میں مل رہے ہیں۔ میوزک سنٹرز ہیں وڈیوز سنٹرز ہیں۔ ان حالات کے ہوتے ہوئے اب تو کوٹھے پر جانے کی ضرورت بھی نہیں رہتی۔ (ماخوذ از رپورٹ سینٹ سیکریٹریٹ، ۲ فروری ۱۹۸۷ء)

---

[1] آج سے ۱۴ سال قبل جب مولانا سمیع الحق صاحب کے والد گرامی قائد شریعت شیخ الحدیث مولانا عبدالحق مدظلہ نے اسمبلی میں فحاشی کے خلاف احتجاج کیا تھا اور قرارداد پیش کی تھی تو اس وقت کی حکمران پارٹی کے ایک رہنما نے اسمبلی میں یہی گوہر افشانی کی تھی کہ "طوائف کے کوٹھے ہی سے سارے آداب ملتے ہیں یہ مولوی لوگ وہاں سے آداب سیکھ کر آئیں۔ جو میوزک نہیں جانتا وہ پاک انسان نہیں بن سکتا۔ تیرا سال بعد پارلیمنٹ میں نام نہاد اسلامی حکومت کے دور میں بھی اسکی صدائے بازگشت پھر سے سنائی جا رہی ہے اور موجودہ پارلیمنٹ کے چیئرمین نے بھی مولانا سمیع الحق سے وہی کچھ کہا جو ان کے والد گرامی سے کہا گیا تھا۔ اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ گذشتہ اسمبلیوں اور اب کی پارلیمنٹ میں علماء حق نازک ترین کٹھن اور روح فرسا ماحول میں کس قدر ذمہ داری سے فریضہ اعلاء کلمۃ الحق ادا کر رہے ہیں۔

شریعت بل پر اختتامی تقریر یہ تقریر الحق کے اگلے شمارہ میں ملاحظہ کیجئے ــــ شریعت بل پر سینیٹ میں عمومی بحث طویل عرصہ تک جاری رہی بحث کے اختتام میں محرک شریعت بل مولانا سمیع الحق نے دو ڈھائی گھنٹہ تک مدلّل اور مفصّل خطاب فرمایا۔ واکَنڈاپ کرتے ہوئے انہوں نے بل کے مختلف پہلوؤں کو اجاگر کیا اور اٹھائے گئے اہم اعتراضات کا جواب دیا یہ تاریخی تقریر انشاء اللہ الحق کے اگلے شمارہ میں شائع کی جائے گی۔ قارئین نوٹ فرمالیں۔

مؤتمر المصنفین کی علمی وتحقیقی
اور
عظیم تاریخی پیشکش

دفاعِ امام ابوحنیفہؒ

پیش لفظ ــــ جناب مولانا سمیع الحق مدیر الحق

تصنیف ــــ مولانا عبدالقیوم حقانی رفیق مؤتمر المصنفین واستاد دارالعلوم حقانیہ

ــــ جس میں ــــ

حضرت امام اعظم ابوحنیفہؒ کی

سیرت وسوانح ــــ درس وافادہ ــــ علمی وتحقیقی کارنامے ــــ تدوین فقہ وشرائع
قانونی کونسل کی سرگرمیاں ــــ محدثانہ جلالت قدر ــــ دلچسپ مناظرے ــــ حجیت اجماع
وقیاس پر اعتراضات کے جوابات ــــ حنفی تاریخ کے حیرت انگیز واقعات ــــ
نظریۂ انقلاب وسیاست ــــ وصایا اور نصائح ــــ فقہ حنفی کی قانونی حیثیت وجامعیت

ــــ اور ــــ

تقلید واجتہاد کے علاوہ قدیم وجدید اہم موضوعات پر سیر حاصل تبصرے جو علماء، طلباء، خطباء، قانون دان، مبلغین، سکول وکالج کے طلبہ واساتذہ، دینی مدارس کے مدرسین، مصنفین، علمی وتحقیقی اور مطالعاتی اداروں اور عام لکھے پڑھے احباب کیلئے یکساں طور پر مفید اور ایک گرانقدر علمی تحفہ ہے

معیاری کتابت، بہترین طباعت، عمدہ کاغذ، دیدہ زیب ٹائیٹل

صفحات ۳۵۰ قیمت ۴۵ روپے

مؤتمر المصنفین دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک (پشاور)

مضمون نگار حضرات سے التماس ہے کہ مضمون کاغذ کے ایک طرف سیاہی سے تحریر فرمایئے اور ہر صفحے کا حاشیہ اسی صفحے پر تحریر کیجئے۔

(ادارہ)